بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انہا تذکرۃ فمن شاء ذکرہ

حضرت محدث روپڑیؒ اور اُن کے خاندان کے مختصر حالات

سنہ ۱۳۴۲ھ کی بات ہے۔ راقم الحروف کو حضرت محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت آپ ضلع انبالہ کے ایک مشہور قصبہ "روپڑ" میں رہائش پذیر تھے۔ محلہ عالی جو روپڑ شہر کے جنوبی جانب واقع ہے اس میں ایک پرانی شاہی جامع مسجد عالی سے مشہور تھی۔ اس میں آپ کے درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ کا سلسلہ جاری تھا۔ وہاں سے روحانی اور علمی چشمے ابل کر پورے ملک کو عموماً اور علاقہ بھر کے عوام اور طلباء کو خصوصاً سیراب کر رہے تھے۔

قد میانہ، جسم دبلا پتلا، رنگ سرخی مائل، ڈاڑھی گھنی تھی، ٹھوڑی کے بال سیاہ تھے۔ اس کی ہر دو جانب بالوں کی سفید دو دھاریاں چہرہ کی رونق کو دوبالا کر رہی تھیں۔

تلمذ کا یہ سلسلہ سنہ ۱۳۴۹ھ تک بدستور رہا۔ اس مختصر وقت میں روحانی اکتساب فیض کے علاوہ تفسیر، حدیث، صرف و نحو، اصول حدیث، علم میراث اور فارسی کی چند کتب پڑھیں۔ سات برس تک علم و عمل کے اس چشمہ سے فیضیاب ہونے کے بعد تلمذ کا مستقل سلسلہ بعض مجبوریوں کی بنا پر منقطع ہو گیا۔ مگر وقتاً فوقتاً آپ کی خدمت میں حاضری کا موقعہ ملتا رہا۔ اور اکتساب فیض سے مشرف ہوتا رہا۔ تا آنکہ خدائے لم یزل نے بروز جمعرات بتاریخ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ مطابق مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۶۴ء علم و عمل کے اس چشمہ کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

ؑ مولوی صدر دین جو مشہور عالم اور علاقہ نگر نوں میں مرضع غالب کے نمبردار بھی تھے۔ انہوں نے تحصیل علم کے لئے مجھے آمادہ کیا اور ان ہی سے علم کی ابتداء کی۔ پھر محدث روپڑی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سات برس تک ان کے پاس قیام کیا۔ پھر شیخ الحدیث مولانا سید مولا بخش زید مجدہ کوموی سے دورہ حدیث کی سند حاصل کی۔ منشی فاضل کا بھی امتحان پاس کیا۔ گوجرانوالہ کے ایک سالہ قیام کے دوران مولانا محمد اسماعیل اور مولانا حافظ محمد صاحب زید مجدہم سے مرقاۃ، مشکوٰۃ، کفایۃ المتحفظ، ترجمہ، ہدایۃ النحو وغیرہ کتب پڑھیں۔

۱۳۳۲ھ سے ۱۳۸۴ھ تک آپ کی زندگی کا زمانہ اور اس میں تعلیمی و تدریسی سرگرمیاں اور تحریری و تقریری مصروفیت آنکھوں سے اوجھل اور قلوب و اذہان سے فراموش نہیں ہو سکتی۔ آپ کے زہد و تقویٰ کا انداز، تبلیغ دین کے سلسلہ میں آپ کی مساعی جمیلہ، ریاضت و عبادت کی پابندی، توحید و سنت کی حمایت، شرک و بدعت کے رد میں آپ کی آواز سب کے کانوں میں گونجتی اور دلوں میں زندہ و تابندہ ہے۔

۱۳۳۲ھ سے قبل بچپن تک آپ کی زندگی کے حالات کا مجھے علم نہیں۔ البتہ کچھ حالات آپ کی بعض تصانیف میں ملے ہیں۔ اور کچھ حالات ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث کے بعض پرچوں میں شائع ہوئے ہیں۔ اور کچھ حالات آپ کی بیاض میں املاء شدہ ہیں۔ ان سب کو سامنے رکھتے ہوئے آپ کی زندگی کے حالات قلمبند کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ

میاں روشن دین

محدث روپڑی کے والد ماجد کا نام روشن دین ہے۔ وہ موضع کمیر پور تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں رہتے تھے۔ درحقیقت کمیر پور ان کا اصل وطن نہیں۔ ان کے آباء و اجداد ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ کے باشندہ تھے کہا جاتا ہے کہ رنجیت سنگھ کے دور حکومت میں ان کے کسی بڑے کمیر نامی شخص کو کسی خدمت کے صلہ میں کمیر پور علاقہ کی زمین بطور جاگیر ملی تھی۔ اس نے اپنے بھائی کمیر کو بھی وہیں بلا لیا۔ اور ان دونوں بھائیوں نے ایک گاؤں کی بنیاد رکھی جو کمیر پور کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کا کل رقبہ پانصد ایکڑ ہے۔ اس میں ایک ہی برادری کے لوگ آباد ہیں جو کمیر کی اولاد ہیں۔ میاں روشن دین کمیر کی اولاد ہیں۔

میاں روشن دین اکثر علماء کی صحبت میں رہتے۔ اس وجہ سے ان کو علم دین پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ اور یہ شوق جنون کی حد تک بڑھ گیا۔ چنانچہ انہوں نے زمین کے علاوہ گھر کا تمام اثاثہ فروخت کر دیا اور اپنی بیوی کو بھی طلاق دے دی۔ تعلیم کے لئے حافظ محمد مرحوم لکھوی کے پاس پہنچ گئے۔ جب حافظ صاحب کو علم ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے رجوع کرو اور پھر پڑھو۔ چنانچہ میاں روشن دین حافظ صاحب کی ہدایت پر کمیر پور واپس آ گئے۔ رجوع کیا۔ دوبارہ لکھو کی چلے گئے۔ یہ واقعہ ۱۳۰۱ھ کا ہے۔ جہاں آپ کو دینی علم کا شوق تھا وہاں آپ کی یہ انتہائی تمنا تھی کہ اولاد بھی سب کی سب عالم دین اور خادم دین ہو۔ مگر کمیر پور میں زمین اس قدر نہ تھی کہ پیداوار سے گزر اس کی آمدنی اہل و عیال کے لئے کافی ہوتی اور بے نیاز ہو کر اولاد کو تحصیل علم کے لئے مصروف کر دیتے اس لئے کمیر پور کی سکونت ترک کر دی اور بچوں سمیت بار کے علاقہ میں آ گئے۔ ایک سال چھانگا مانگا قیام کیا۔ اور اپنے بڑے بیٹے رکن الدین کو علم کے لئے بجکاں میں مولوی عبدالرحمٰن کے پاس چھوڑ دیا اور خود چھانگا مانگا کے قریب ڈھیگ گاؤں میں سکونت اختیار کی۔ وہاں عبداللہ نامی ایک عالم دین تھے ان سے باقی تین بیٹوں رحیم بخش، محدث روپڑی اور میاں عبدالواحد نے قرآن مجید پڑھا۔ حضرت محدث روپڑی نے یہاں سورۃ بقرہ بھی حفظ کی۔ موضع ڈھیگ میں تین سال قیام کیا پھر موضع تیرہ

میں ٹھہرے ایک سال وہاں رہے۔ اس کے بعد موضع ماجرہ میں آباد ہوئے لیکن ان دیہات میں زمین کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہ ہو سکا اور واپس اپنے آبائی وطن کیرپور آ گئے۔

وفات

۱۹۲۰ء کا زمانہ تھا روپڑ شہر میں تشنگان علوم اس چشمۂ علم و عمل سے سیراب ہو رہے تھے۔ درس و تدریس کا سلسلہ عروج پر تھا کہ اچانک میاں روشن دین کیرپور میں بیمار ہو گئے۔ محدث روپڑی نے اپنے والد کی تیمارداری کے لئے کیرپور آنے کا ارادہ کیا لیکن میاں روشن دین نے کیرپور آنے سے یہ کہہ کر روک دیا کہ طلبا کا حرج ہوگا۔ میں خود ہی تمہارے پاس آ جاتا ہوں۔ یہاں پہنچ کر میاں روشن دین کی علالت میں اضافہ ہو گیا۔ اور آخر یہ بیماری جان لیوا ثابت ہوئی۔ ۵ ذی الحجہ ۱۳۴۰ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۹۲۲ء کو روپڑ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

اولاد

میاں روشن دین کی اولاد سات بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ سب سے بڑے رکن الدین، ان سے چھوٹے رحیم بخش، ان سے چھوٹے محدث روپڑی، ان سے چھوٹے عبدالواحد، ان سے چھوٹے عبدالقادر اور ان سے چھوٹی فاطمہ، اس سے چھوٹے حافظ محمد حسین اور ان سے چھوٹے حافظ عبدالرحمن ہیں۔ ان سب کی پیدائش ۱۲۹۵ھ اور ۱۳۱۷ھ کے درمیان ہے۔ ہر ایک کی پیدائش میں اڑھائی اڑھائی برس کا فرق ہے۔ البتہ حضرت محدث روپڑی اور میاں عبدالواحد کی پیدائش میں تین برس کا فرق ہے۔

مولوی رکن الدینؒ

میاں روشن دین کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ کیرپور میں پیدا ہوئے۔ موضع جبہ کلاں متصل چھانگا مانگا، لکھو کی، سہارنپور، میرٹھ، دہلی وغیرہ مختلف مقامات پر تعلیم حاصل کی۔ محدث روپڑی کو مدرسہ غزنویہ میں داخلہ لئے ابھی دو برس کا عرصہ ہوا تھا کہ مولوی رکن الدین درس نظامی اور طب کی سند فراغت لے کر آ گئے۔ ابھی اس امر میں غور کر رہے تھے کہ درس اور مطب ہر دو میں سے کس کا آغاز کیا جائے اسی اثنا میں وہ سل سے بیمار ہو گئے۔ ایک سال بیمار رہ کر وفات پا گئے۔ ان کی قبر کیرپور میں ہے۔

فاطمہ

فاطمہ حافظ محمد حسین مرحوم سے بڑی تھی۔ مولوی رکن الدین کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے کیرپور کے قریب نالے میں ڈوب کر چھ برس کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملی۔

میاں رحیم بخشؒ

مولوی رکن الدین سے چھوٹے تھے۔ مرحوم نے موضع ڈوبہ کے مولوی عبداللہ نامی سے قرآن مجید پڑھا۔ کاشتکاری کے علاوہ تجارت بھی کرتے تھے۔ ۱۲۹۷ھ کیرپور میں پیدا ہوئے۔ ۵ صفر ۱۳۵۲ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۹۳۳ء کو کیرپور میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ ان کی وفات سے حضرت محدث روپڑی کو بے حد صدمہ ہوا۔ اور فرمایا۔

"والد مرحوم کی وفات حسرت آیات سے میرے دل کو اتنی گرفت اور صدمہ نہیں ہوا کیونکہ والد مرحوم کی

وفات کے بعد ان کا سایہ ہمارے سر پر والد مرحوم کا سا سایہ تھا۔ اب وہ جگہ خالی ہو گئی (تنظیم جلد ۲ نمبر ۱۴)

میاں رحیم بخش کی اولاد

میاں رحیم بخش مرحوم کے چار بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ سب سے بڑے بیٹے حافظ محمد مرحوم تھے۔ جو کاروبار کرتے تھے۔ لاہور ماڈل ٹاؤن جے بلاک میں ان کی اپنی کوٹھی ہے اس میں رہائش پذیر تھے۔ مورخہ ۱۲ شوال ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۴ جنوری ۱۹۶۰ء کو وفات پائی اور گارڈن ٹاؤن کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

حاجرہ سب سے چھوٹی ہے۔ لاہور میں اس کی شادی ہوئی۔ دو لڑکے چھوڑ کر وفات پا گئی۔

حافظ محمد اسماعیلؒ

یہ حافظ محمد مرحوم سے چھوٹے تھے روپڑ میں قرآن مجید حفظ کیا۔ فراغت تک تمام علوم حضرت محدث روپڑیؒ سے حاصل کئے۔ شیریں بیان خطیب، شعلہ نوا مقرر، توحید و سنت کے سرگرم داعی، حق و صداقت کے بے باک علمبردار تھے۔ انہوں نے ملک کے کونے کونے میں توحید و سنت کی تبلیغ و اشاعت کی۔ پوری قوم ان کی دینی خدمات اور اخلاق حسنہ پر فخر کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔ مورخہ ۴ شعبان ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۶۲ء کو جامع قدس اہل حدیث چوک دالگراں لاہور میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ انہوں نے ایسے وقت میں وفات پائی کہ جماعت کو ان کی بے حد ضرورت تھی ؎

بڑے شوق سے سن رہا تھا زمانہ — ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

حافظ محمد حسین کے پہلو میں گارڈن ٹاؤن لاہور کے قبرستان میں ان کو سپرد خاک کیا گیا۔

حافظ عبدالقادر و حافظ محمود احمد

یہ دونوں بھائی زندہ سلامت ہیں۔ حافظ عبدالقادر ایک ممتاز عالم دین، نامور خطیب، کامیاب مبلغ اور اس وقت جماعت میں یکتا مناظر ہیں۔ جامع مسجد قدس اہل حدیث کے وہ نگران اور خطیب ہیں۔ جامعہ اہل حدیث درس گاہ ان کی نظامت میں چل رہی ہے۔

ہفت روزہ اخبار تنظیم جس کو حضرت محدث روپڑیؒ نے جاری کیا تھا وہ اس کے ناشر اور سرپرست بھی ہیں۔

حافظ محمد حسین مرحوم

یہ حافظ عبدالرحمن سے بڑے اور [illegible] سے چھوٹے ہیں۔ ان کے والد میاں روشن دین جن دنوں موضع ڈوہیہ میں اقامت پذیر تھے وہ اسی جگہ پیدا ہوئے۔ انہوں نے تمام قرآن سے لے کر فراغت تک اکثر علوم و فنون محدث روپڑیؒ سے حاصل کئے۔ آپ نے بچوں کی طرح ان کی اخلاقی اور روحانی تربیت کی تھی۔ حافظ صاحب مرحوم کو بھی اس بات کا احساس تھا۔ چنانچہ وہ تمام عمر آپ کے مخلص اور وفادار ساتھی رہے اور زندگی کی تمام مشکلات میں ان کی ہمت و جرأت آپ کے لئے وجہ اطمینان رہی۔ ۱۹۴۷ء میں ملک کی تقسیم کے وقت نواں کوٹ امرتسر میں مقیم تھے۔ تقسیم کے بعد پاکستان آئے۔ موضع اصل

ضلع لاہور میں آباد ہوئے اور اس جگہ زمین الاٹ کرائی۔ اکٹھے مل کر رہنے کے لئے ماڈل ٹاؤن لاہور میں رہائش مہیا کی اس لئے کہ حضرت محدث روپڑی اور حافظ عبدالرحمٰن دونوں بھائیوں نے ماڈل ٹاؤن میں رہائش کر رکھی تھی۔ جے بلاک میں کوٹھی الاٹ کرائی۔ اسی کوٹھی میں مورخہ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۵۹ء بروز جمعۃ المبارک وفات پا گئے اور علم وعمل کے اس روشن مینار کو گارڈن ٹاؤن لاہور کے قبرستان میں سپرد خاک کیا۔ ان کی وفات پر محدث روپڑی نے فرمایا۔

افسوس کہ وہ اس وقت مجھے تنہا چھوڑ گئے جب مجھے بڑھاپے اور ضعف میں ان کی خدمات کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت تھی۔ (تنظیم جلد ۱۲ نمبر ۱۱)

میاں عبدالواحد

محدث روپڑی سے چھوٹے اور فاطمہ سے بڑے ہیں کیرا پور میں پیدا ہوئے۔ زمین اپنی تھی کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے۔ تقسیم ملک میں ہجرت کے اصل ضلع لاہور میں آباد ہوئے وہیں متروکہ اراضی کا معاوضہ ملا۔ عابد اور خاموش طبع ہیں۔

حافظ عبدالرحمٰن

جب ان کے والد موضع ڈوبہ سے موضع تیر تھوا اور وہاں سے موضع ماجرہ منتقل ہوئے یہیں سال موضع ماجرہ میں پیدا ہوئے۔ لاہور جے بلاک ماڈل ٹاؤن میں ان کی اپنی کوٹھی ہے۔ اسی میں رہائش پذیر ہیں۔ مدرسۃ البنات رحمانیہ ان کی زیر نگرانی چل رہا ہے۔ چند ایک دینی کتب کے مصنف بھی ہیں۔ جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث جے بلاک ماڈل ٹاؤن کے بانی اور متولی ہیں۔

مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی رح

آبائی وطن موضع کیرا پور میں ۱۳۰۵ھ میں پیدا ہوئے ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۹۶۴ء کو لاہور میں وفات پائی۔ علم وفضل کے اس آفتاب کو گارڈن ٹاؤن لاہور کے قبرستان میں ان کے مرحوم بھائی حافظ محمد حسین رح اور مرحوم برادر زادہ حافظ محمد اسماعیل کے پہلو میں اشکبار آنکھوں اور غمزدہ دلوں اور کانپتے ہوئے ہاتھوں سے دفن کر دیا گیا۔

محدث روپڑی کی اولاد

حضرت محدث روپڑی کے چار بیٹے اور سات بیٹیاں ہیں۔ بڑا بیٹا مسعود احمد چھوٹا محمد جاوید اس سے چھوٹا محمود اور اس سے چھوٹا حامد ہے۔

بیٹیوں میں بڑی رقیہ اس سے چھوٹی عائشہ اس سے چھوٹی مریم اس سے چھوٹی خدیجہ اس سے چھوٹی عزیزہ اس سے چھوٹی سعیدہ اور سب سے چھوٹی فوزیہ ہے۔

خدیجہ نور روپڑ ضلع انبالہ میں بعارضہ تپ دق ۲۵ رمضان ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹ نومبر ۱۹۳۶ء کو وفات پا گئی

محدث روپڑی مسجد مبارک امرتسر میں اعتکاف بیٹھے تھے۔ ملک تقسیم ہو چکا تھا۔ پندرہ اگست ۱۹۴۷ء مطابق ۲۷ رمضان ۱۳۶۶ھ بروز جمعہ مسجد پر سکھوں اور ہندوؤں نے حملہ کر دیا۔ رقیہ بیگم، سعیدہ، عزیزہ اور حامد بیٹا ان ظالموں کے ہاتھوں وہیں شہید ہو گئے۔

مسعود احمد، محمد جاوید، محمود تینوں بیٹے زندہ ہیں، اپنا اپنا کاروبار کرتے ہیں۔ با اخلاق ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اپنے والد مرحوم کا صحیح معنوں میں جانشین بنائے۔ آمین۔

تعلیم

میاں روشن دین مرحوم کے حالات میں بیان ہو چکا ہے کہ انہوں نے اولاد کو دینی تعلیم دلانے کے لئے کیمبل پور کی سکونت ترک کر دی اور لدھیانہ کے علاقہ میں آگئے۔ جہاں کمانگا میں ایک سال قیام کیا۔ اس وقت حضرت محدث روپڑی کی عمر اڑھائی سال کے قریب تھی۔ پھر موضع ڈوبہ کے دوران قیام تعلیم کا آغاز مولوی عبد اللہ نامی کے ایک بزرگ سے کیا۔ میاں رحیم بخش اور میاں عبد الواحد نے بھی ان سے قرآن مجید پڑھا اور محدث روپڑی نے بھی ناظرہ قرآن مجید یہیں پڑھا اور سورہ البقرہ حفظ کی۔ مولوی رکن الدین مرحوم جب حجرے سے فارغ ہوئے اور مزید تعلیم کے لئے لکھو کی آگئے، کچھ عرصہ کے بعد وہ آپ کو بھی اپنے ہمراہ لکھو کی لے آئے اور وہاں چار ماہ قیام کیا۔ حافظ محمد مرحوم لکھوی کے بڑے صاحبزادے مولوی عبد الرحمن مدینہ میں فوت ہو چکے تھے۔ مولوی عبد القادر اور مولوی محمد حسین زندہ تھے۔ آپ نے مولوی عبد القادر مرحوم سے صرف و نحو کی ابتدائی کتب پڑھیں۔ وہاں سے فارغ ہوئے تو مولوی رکن الدین سہارنپور چلے گئے وہاں ایک سال قیام کیا پھر میرٹھ روانہ ہو گئے اور آپ کو بھی ساتھ لے گئے۔ میرٹھ میں نعمانیہ مدرسہ تھا جو اونچی مسجد والا کے نام سے مشہور و معروف تھا۔ ایک سال وہاں تعلیم حاصل کی۔ صرف میر، پنج گنج کتابیں وہاں پڑھیں۔ مولوی رکن الدین دہلی چلے گئے اور آپ واپس گھر موضع ڈوبہ آگئے۔ اس علاقہ میں اراضی کا مستقل انتظام نہ ہوا تو میاں روشن دین واپس کیمبل پور آگئے۔ اور آپ کو مدرسہ غزنویہ میں چھوڑ دیا۔ یہاں آپ نے قرآن مجید حفظ کیا۔ مولوی معصوم علی سے نحو شرح جامی تک اور منطق قطبی تک پڑھی۔ مولوی معصوم علی مرحوم ہزارہ کے باشندہ تھے۔ نہایت نیک اور امام عبد الجبار کے معتقد تھے۔ مولوی محی الدین مدرسہ غزنویہ میں مدرس تھے مذہباً حنفی تھے ان سے مراح الارواح، زنجانی، فصول اکبری، شافیہ وغیرہ کتب پڑھیں اور اسی مدرسہ میں فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ اصول فقہ مولوی عبد الصمد سے پڑھی۔ مدرسہ نعمانیہ امرتسر میں فلسفہ کی بعض کتب اور میبذی پڑھی۔ تفسیر و حدیث امام عبد الجبار سے اور حدیث کی بعض کتب مولوی عبد الاول سے پڑھیں لیکن سند فراغت امام عبد الجبار سے حاصل کی۔ محدث روپڑی نے بیان فرمایا کہ۔

امام عبدالجبارؒ نے جب مجھ میں قابل ترین استاد بننے کی صلاحیت دیکھی تو فرمایا کہ تم اس مدرسہ میں پڑھاؤ۔ اور رشتہ کے لئے بھی پیش کش کی مگر مجھ پر علمی شوق غالب تھا اس لئے ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں نے دونوں باتوں سے انکار کر دیا اور عرض کیا کہ ابھی علم کی تکمیل باقی ہے۔ امام عبدالجبارؒ سے اجازت لے کر ۱۹۰۶ء میں دہلی آیا مگر دہلی پہنچنے سے آٹھ سال پہلے میاں سید نذیر حسین مرحوم وفات پا چکے تھے۔

منطق و فلسفہ کی تعلیم اور اس کی تکمیل مولانا حافظ عبداللہ غازیپوریؒ اور مولوی محمد اسحٰق المعروف منطقی دہلوی سے کی اقلیدس اور بعض غیر درسی کتب بھی انہی سے پڑھیں۔ اقلیدس کے کچھ مقالے حفظ کئے۔

۱۹۱۳ء کے آخری ایام میں امام عبدالجبارؒ وفات پا گئے۔ اس جانکاہ خبر سے آپ کو شدید صدمہ ہوا چونکہ امام صاحب مرحوم ابتداء ہی سے ان کے مربی تھے۔ آپ کی عمر دس برس کی تھی جب امام صاحب مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوئے سات آٹھ برس انہی کے پاس رہے۔ انہی سے ظاہری و باطنی فیوض پائے تکمیل دینیات کی سند بھی انہی سے لی تھی۔ اس لئے امام صاحب مرحوم کی جدائی کا صدمہ آپ کے لئے ناقابل برداشت تھا۔ امرتسر آ گئے۔ چونکہ فنون کی بعض کتب باقی تھیں۔ واپس چلے گئے۔ دہلی میں جلدی تکمیل نہ ہو سکنے کی وجہ سے ریاست رامپور کا رخ کیا۔ وہاں نواب صاحب کی طرف سے مدرسہ عالیہ نام سے ایک اعلیٰ درس گاہ قائم تھی۔

آپ کے بیٹے محمد جاوید نے آپ کے حوالہ سے بیان کیا کہ۔

جب میں داخلہ کے لئے مدرسہ عالیہ میں گیا تو ناظم نے داخلہ دینے سے انکار کر دیا طلبہ موجود تھے استاد کسی کام کے لئے چلے گئے ان کے ہاتھ میں عربی زبان کا ایک مسودہ تھا وہ چھوڑ گئے۔ میں نے اٹھا کر دیکھا تو اس میں صرفی و نحوی اغلاط تھیں میں نے قلم سے ان کی نشاندہی کر کے مسودہ وہیں رکھ دیا تھوڑی دیر کے بعد استاد صاحب تشریف لائے اور مسودہ اٹھا کر دیکھا تو اغلاط کی نشاندہی نظر پڑی فرمایا کہ یہ نشان کس نے لگائے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مسودہ کی اغلاط کی نشاندہی اس عاجز نے کی ہے اور اغلاط کی وجہ بھی بیان کی۔ استاد محترم نے مدرسہ میں داخلہ دیتے ہوئے فرمایا کہ تم کو میں استاد اور شاگرد ہر دو حیثیت سے داخلہ دیتا ہوں جو کتابیں تم پڑھ کر آئے ہو ان کے یہاں تم استاد ہو۔ اور جو پڑھی نہیں ان میں تم شاگرد ہو

اس مدرسہ میں ایک سال تعلیم پائی۔ مولوی فاضل اور درس نظامی کی دو سند فضیلت حاصل کیں۔ اس مدرسہ میں مولوی محمد امین پشاوری اور مولوی فضل حق رامپوری مدرس تھے یہ دونوں استاد بہت بڑے منطقی، فلسفی اور علم کلام میں بحر العلوم تھے۔ ان دونوں سے آپ کو اکتساب فیض کا موقع ملا۔ ۱۹۱۴ء میں فراغت پا کر واپس چلے آئے۔ جماعت اہل حدیث کی

دعوت پر روپڑ آئے انہوں نے وہاں اقامت کے لئے آپ کو مجبور کیا مگر انہوں نے یہ فرمایا کہ ابھی میں گھر نہیں پہنچا۔ والد مرحوم سے مشورہ کر کے اظہار رائے کر سکوں گا۔ جب میں گھر آیا تو جماعت اہل حدیث روپڑ کا ایک وفد والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا جس کی قیادت خلیفہ فضل الٰہی مرحوم کر رہے تھے۔ اس وفد نے آپ کے والدؒ کو بے حد مجبور کیا۔ آخر کار انہوں نے اجازت دے دی اور آپ روپڑ تشریف لے آئے اور ۱۹۳۸ء تک وہیں قیام کیا۔

علم و فضل

آپ کا علم و فضل مسلم ہے۔ ہم جیسے کم علموں کی تائید و تعریف کا محتاج نہیں۔ اس دور کے جید علماء نے آپ کے علم کا اعتراف کیا ہے۔

شمس العلماء مولانا محمد حسین بٹالوی کا اعتراف

آپ نے اشاعۃ السنہ میں لکھا ہے کہ حافظ عبداللہ روپڑی علم و فضل میں حافظ عبداللہ غازی پوری کے ہم پلہ ہیں۔

مولانا کی یہ رائے اس وقت کی ہے جب آپ تعلیم سے فارغ ہوئے تھے۔ یوں سمجھئے کہ آپ کی طالب علمی کا زمانہ تھا اور مولانا عبداللہ غازی پوری کی ساری عمر علم میں ختم ہو چکی تھی۔ مولانا محمد اشرف سندھو کی نے اکبرادیوی کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کا اعتراف

مولانا مرحوم لاہور تشریف لائے۔ مسجد چینیانوالی میں رونق افروز ہوئے میری اور مولوی سید محمد کی حاضری میں حافظ صاحب کی شان میں انہوں نے فرمایا کہ ہندوستان میں ان کی نظیر نہیں۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک طالب علم عبداللہ عرب نجدی الاصل آپ کے پاس پڑھتا تھا کسی روپڑی آدمی سے اس کی نزاع ہو گئی۔ آپ اور طلباء نے عبداللہ سے درگزر کرنے کو کہا مگر وہ مصر رہا اور سیدھا مبارکپور میرے پاس پہنچا میں نے اس سے تمام کیفیت دریافت کی اور کہا کہ عبداللہ تم واپس چلے جاؤ۔ حافظ عبداللہ جیسا ذی علم اور لائق استاد تمام ہندوستان میں کہیں نہیں ملے گا۔ (رسالہ اکبرادیوی ص)

مولانا بٹالویؒ اور مولانا مبارکپوریؒ کی آراء سے ظاہر ہے کہ حضرت محدث روپڑیؒ اپنے دور کے بے نظیر عالم اور علم و فضل کے بحر العلوم تھے۔ اجتہاد و استنباط کا وہ ملکہ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا تھا کہ ادق اور مشکل مسئلہ آسانی سے حل فرما لیتے۔ مسائل کے حل پر عمیق نظر رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کا دیا ہوا فتویٰ علماء کے لئے اطمینان کا باعث ہوتا اور وہ اسے اپنے علم میں اضافہ کا موجب سمجھتے۔

مہتمم دار الحدیث رحمانیہ

ابھی آپ کو روپڑ آئے ہوئے دو سال کا عرصہ ہی ہوا تھا کہ دار العلوم دیوبند کے مقابلہ میں شیخ عطاء الرحمٰن اور ان کے دوسرے اعزہ نے دہلی میں دار الحدیث رحمانیہ کے نام سے ایک شاندار درسگاہ کی بنیاد رکھی اس کے نظم و نسق اور درس و تدریس کے لئے ہندوستان کے چوٹی کے علماء میں سے منتظمین کی دور رس نگاہ نے آپ کا انتخاب کیا۔ اور

دعوت دی مگر آپ نے انکار کر دیا اور جماعت اہل حدیث روپڑ کی والہانہ عقیدت و محبت کے پیش نظر ان سے جدا ہونا پسند نہ کیا البتہ منتظمین کی خواہش اور وقتاً پر دارالحدیث رحمانیہ کا سالانہ امتحان اپنے ذمہ لے لیا۔ تقریباً بائیس برس تک اس عظیم الشان دینی درسگاہ کے ممتحن رہے اور سینکڑوں علماء نے ان کے مبارک ہاتھوں سے دستار فضیلت حاصل کی۔ ۱۹۴۷ء میں تباہ وبربادی کی وجہ سے دہلی کی اس عظیم الشان دینی درسگاہ کا وجود ختم ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مدرسہ دارالحدیث ۔ جب آپ روپڑ تشریف لائے تو وہاں آپ نے دارالحدیث کی بنیاد رکھی [illegible] میں دارالحدیث کا افتتاح ہوا نماز عصر کے بعد بخاری شریف شروع کی گئی۔ شیخ محمد عمر بن ناصر نجدی المعروف عرب صاحب مولوی محمد بن عبد العظیم پسروری، مولوی دین محمد ستانوی مرحوم درس بخاری میں شریک ہوئے۔ مولوی نور محمد ساکن دوگری نے نسائی شریف شروع کی۔ اس کے بعد تلامذہ کا یہ سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا اور درس وتدریس کا یہ سلسلہ ۱۹۴۷ء تک روپڑ میں رہا۔

مولانا امرتسری سے اختلاف

مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ محدث روپڑی کا اختلاف ذاتی اور دنیاوی رنجش کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ وہ ایک دینی اختلاف تھا۔ مولانا امرتسری نے قرآن مجید کی تفسیر لکھی جس میں قرآن کی تفسیر قرآن ہی سے کرنے کا التزام کیا۔ اور اس کا نام تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن رکھا مولانا کی یہ طرز ایک جدت تھی جس کی وجہ سے بعض مقامات پر تفسیر کرتے ہوئے سلف کی راہ سے انحراف کیا۔ اس وقت کے علماء مثلاً امام عبد الجبار غزنوی، مولانا عبد الواحد غزنوی، مولانا احمد اللہ امرتسری، و دیگر اکابر جماعت علماء نے شدید احتجاج کیا اور رجوع کا مشورہ دیا مگر یہ ناصحانہ مشورہ کارگر ثابت نہ ہوا۔ جماعت تفریق کا شکار ہوگئی اور یہ لوگ اللہ کو پیارے ہوگئے۔

حضرت محدث روپڑی بھی مولانا امرتسری سے نبرد آزما ہوئے۔ مگر معاصر علماء کا اکثر طبقہ مصلحت کا شکار ہو گیا اور ان کی یہ سعی نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئی اور مولانا اپنی اغلاط پر مصر رہے۔ حتیٰ کہ دونوں بزرگ یکے بعد دیگرے دنیا سے رخصت ہوگئے۔

انہی اغلاط کی بنا پر محدث روپڑی، مولانا امرتسری کو راہ سلف سے برگشتہ تصور فرماتے تھے۔ بایں ہمہ مولانا مرحوم کی بے شمار جماعتی اور ملی خدمات ہیں جن کی بنا پر جماعت کیا پوری ملت اسلامیہ

دعا ہے اللہ تعالیٰ لغزشوں کو معاف فرمائے اور جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

گوجرانوالہ کے مولانا محمد اسماعیل سلفی نے تفسیر ثنائی قرآن مجید کا مقدمہ لکھتے ہوئے مولانا امرتسری کی ان اغلاط کا ذکر فرمایا ہے اور اس فتاویٰ میں بھی محض اس لئے ذکر ہوا ہے تاکہ کوئی شخص یہ تصور نہ کرے کہ مولانا مرحوم کی تفسیر تمام مسلک

سلف کی آئینہ دار ہے یا معاصر علماء میں سے کسی نے مولانا مرحوم سے اختلاف نہیں کیا۔

امرتسر میں قیام

محمد رفیق نے بیان کیا کہ جب میری شادی امرتسر میں ہوئی تو اس وقت مولانا امرتسری کے استاذ مولانا احمد اللہ نے مجھ سے کہا کہ آپ امرتسر آجائیں۔ میری زیر نگرانی تین مسجدیں (مسجد مبارک، مسجد قدس گلی ڈگراں، مسجد باغ والی) ہیں۔ جو ہمارے خاندان کے مصارف سے تعمیر شدہ ہیں۔ ان مساجد مع ملحقہ جائیداد کا انتظام آپ سنبھالیں چونکہ روپڑ میں قیام ہو چکا تھا اور قیام کا بھی ابتدائی زمانہ تھا۔ روپڑ کی سکونت ترک کر کے امرتسر منتقل ہونے کو طبیعت نے پسند نہ کیا اور اسے بدعہدی کے مترادف شمار کیا اور مولانا احمد اللہ رح کی اس پیش کش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا
تھوڑے عرصہ بعد مولانا احمد اللہ مرحوم وفات پا گئے۔

سنہ ۱۹۳۰ء میں جب آپ نے دیکھا کہ روپڑ کی مسجد اور مدرسہ کا انتظام آپ کے بھتیجوں حافظ محمد اسماعیل رح اور حافظ عبد القادر نے سنبھال لیا ہے تو آپ نے مولانا احمد اللہ مرحوم کی تمنا کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ کر لیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ مسجد مبارک کے امام و خطیب مولانا عبد اللہ شوپی وفات پا گئے تھے اور مسجد خالی تھی۔ آپ امرتسر تشریف لے آئے اور مسجد مبارک کا مکمل انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا اور مسجد میں مدرسہ دار الحدیث جاری کیا۔ درس و تدریس اور خطابت و امامت کا یہ سلسلہ اگست سنہ ۱۹۴۷ء تک بدستور چلتا رہا۔

لاہور میں قیام سنہ ۱۹۴۷ء میں ملک تقسیم ہوا۔ تبادلہ آبادی کی وجہ سے ترک وطن کرنا پڑا۔ پاکستان آ کر علاقہ چوک منڈی ریلوے روڈ، منڈی چڑانوالہ مختلف مقامات میں قیام کیا مگر آپ نے ان تمام جگہوں کو بوجوہ تبلیغی منصوبوں کے لئے ناپسند فرمایا۔ لاہور چوک دالگراں میں جامع مسجد قدس اہل حدیث کی بنیاد رکھی اور درس و تدریس و نیز دینی و تبلیغی امور کے لئے اس مسجد کو مرکز قرار دیا۔ یہ سلسلہ سترہ برس تک آپ کی زیر نگرانی چلتا رہا۔ حتی کہ آپ اگست سنہ ۱۹۶۴ء میں واصل بحق ہو گئے۔
سنہ ۱۹۱۷ء سے سنہ ۱۹۶۴ء تک تقریباً اڑتالیس برس کے عرصہ میں بے شمار طلباء نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ ان کی تعداد کا صحیح تعین تو مشکل ہے لیکن مشہور طلباء کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

تلامذہ

شیخ محمد عمر بن ناصر نجدی، شیخ عبد اللہ الابیض عرب، جامعہ ازہر، مولوی محمد بن عبد العلیم لیہ، مولوی محمد مرحوم شاہ نوری، مولوی نور محمد ساکن ڈوگری، مولوی عبد الرحمن بن مولوی محمد قریشی نسائی، مولوی احمد باقی مدرس دار الحدیث مدینہ منورہ، شیخ الحدیث مولانا عبد الجبار کھنڈیلوی رح، مولوی عبد العلیم ٹونکی، مولوی ابوبکر بنگالی، مولوی محمد یوسف بنگالی، مولوی عبد القیوم برداقی، مولوی عبد الرحمن افریقی مہتمم دار الحدیث مدینہ منورہ، مولوی محمد، حافظ محمد حسین امرتسری فاضل، مولوی سید محمد چونیاں، مولوی قادر بخش بانڈیپوری، مولوی شہاب الدین کوٹلوی، حافظ

محمد اسماعیل روپڑی ۔ حافظ عبدالقادر روپڑی ۔ راقم الحروف ۔ سید بدیع الدین شاہ انہوں نے سند فضیلت حاصل کی ۔ مولانا حبیب الرحمٰن شاہ راولپنڈی ۔ حافظ عبدالرحمٰن مدنی ۔ حافظ مقبول احمد ۔ حافظ ثناء اللہ سرہالوی ۔ مولوی عبدالسلام کیلانی نے بھی آپ سے اکتساب فیض کیا۔ موخر الذکر دو نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے سند فراغت حاصل کی ہے جب کہ حافظ مقبول احمد زیر تعلیم ہے ۔ حافظ عطاء الرحمٰن برادر محدث روپڑی اور مولانا محمد یوسف راجووالی شامل ہیں

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث ۱۹۳۲ء سے قبل جب جماعت اہل حدیث کی تنظیم معرض وجود میں آئی اور شاہ محمد شریف مرحوم اس جماعت کے امیر منتخب ہوئے اور جماعتی نشرواشاعت کے لئے اجراء اخبار کی ضرورت محسوس کی گئی تو ارکین نے اس کا تمام تر بوجھ حضرت محدث روپڑی پر ڈال دیا۔ کثرت اشتغال کے باوجود آپ نے روپڑ سے مورخہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ مطابق ۵ فروری ۱۹۳۳ء سے تنظیم اہل حدیث نام سے ہفت روزہ اخبار جاری کیا۔ جو اس وقت سے آج تک جماعتی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ آپ کی وفات کے بعد حافظ محمد جاوید بن محدث روپڑی کی ادارت اور مولانا حافظ عبدالقادر کی زیر نگرانی جاری و ساری ہے۔

تصنیفات محدث روپڑی نے مختلف موضوعات پر متعدد کتب اور رسائل تصنیف کئے ہیں ان میں سے حسب ذیل زیادہ مشہور ہیں

۱۔ الکتاب المستطاب
۲۔ ارشاد الوری فی الجمعۃ فی القری
۳۔ المظاہرات الشمع
۴۔ درایت تفسیری
۵۔ اہل حدیث کی تعریف
۶۔ اہل سنت کی تعریف
۷۔ رد بدعات
۸۔ نبی معصوم
۹۔ امامت مشرک
۱۰۔ بکرا دیوی
۱۱۔ زیارت قبر نبوی
۱۲۔ رسالہ وسیلہ بزرگان
۱۳ آلۃ جبیر الصوت
۱۴ مودودیت اور احادیث نبویہ
۱۵ تعلیم الصلوٰۃ
۱۶ وراثت اسلامیہ
۱۷ تقلید علماء دیوبند
۱۸ رفع الیدین
۱۹ ارسال الیدین بعد الرکوع
۲۰ کلمہ توحید
۲۱ دعا بحرمت انبیا
۲۲ نور محمدی کی پیدائش
۲۳ رسالہ امارت
۲۴ رفع الابہام فی تطبیل التمام
۲۵ توحید الرحمٰن بجواب امداد اعداد الرحمٰن
۲۶ اسلام اور مرزائیت
۲۷ اسلامی ڈاڑھی اور مودودیت
۲۸ سماع موتی
۲۹ تعمیر اسلام
۳۰ نکاح شغار
۳۱ شرکیہ دم جھاڑا۔
۳۲ تحقیق التراویح
۳۳ بیمہ زندگی
۳۴ رویت ہلال
۳۵ اہل حدیث کے امتیازی مسائل
۳۶ حج مسنون

۳۷ تکبیرات عیدین	۴۰ حکومت اور علماء ربانی	۴۳ نظر النکات شرح مشکوٰۃ
۳۸ رسالہ نیت نماز اور وتر	۴۱ نکاح و نسوانیت	۴۴ طیور ابراہیمی
۳۹ انسانی زندگی کا مقصد	۴۲ طلاق ثلاثہ	

عادات و خصائل

کم گو، خاموش طبع تھے۔ بے معنی اور لایعنی گفتگو سے پرہیز کرتے تھے۔ اگر ہنسنے کی بات ہوتی تو صرف مسکرا دیتے قہقہہ نہ لگاتے۔ غصہ کی بات پر غصہ کا اظہار کرتے مگر کسی کو گالی نہ دیتے۔ سادہ لباس پہنتے۔ غذا جو ملتی کھاتے مگر سرخ مرچ سے پرہیز کرتے۔ اس کی وجہ بیماری بیان کرتے۔ دین کی مخالفت پر سخت غم و غصہ کا اظہار کرتے۔ بدعتی کو بُرا سمجھتے اس کو سلام نہ کہتے اور اس سے مصافحہ کرنے سے گریز کرتے۔ بدعتی کی اقتداء میں نماز نہ پڑھتے۔ اگر لاعلمی یا مجبوری سے نماز پڑھنے کا اتفاق ہوتا تو نماز کو دہرا لیتے۔ وضو کے وقت ہمیشہ مسواک کرتے۔ کھانا ایک وقت کھاتے۔ داؤدی روزہ یعنی ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ افطاری کے دن میں بھی کھانا ایک وقت کھاتے۔ سفر و حضر میں ہمیشہ تہجد پڑھتے اور ایک پارہ کی تلاوت فرماتے۔ نماز باجماعت پڑھتے۔ ہمارے علم میں ایک نماز فرض ایسی نہیں ہے جو آپ نے جماعت کے بغیر پڑھی ہو۔ حتی الوسع بیٹھ کر نماز نہ پڑھتے۔ بیماری کے آخری دنوں میں کافی نحیف و ضعیف ہو گئے تھے۔ مجبوراً چند ایک نمازیں بیٹھ کر پڑھیں۔ فتویٰ اور تعویذ کے سلسلہ میں لوگ جو آپ کی خدمت کرتے وہ بہت کم اپنے مصرف میں لاتے بلکہ اس کا بیشتر حصہ نیک جگہوں پر صرف کرتے۔ ایسی دوائی اور علاج سے پرہیز کرتے جس میں ناجائز ہونے کا شبہ ہوتا۔ جو وعدہ کرتے اس کا ایفا کرتے۔

محمد صدیق بن عبد العزیز تلمیذ محدث روپڑیؒ

ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا ۲۵ ذوالقعدہ ۱۳۹۲ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۷۳ء

انتساب

علم و تحقیق کا یہ گراں قدر مجموعہ ان سعید روحوں کے نام منسوب ہے جن کے نزدیک دنیا میں رشد و ہدایت کا سرچشمہ اور آخرت میں فلاح و بہبود کا واحد ذریعہ رائے اور قیاس کی بجائے صرف قرآن اور سنت ہے۔

مرتب فتاویٰ